تاجدار سرہند

(امام ربانی مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ)

تقدیم: پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد

ایم اے، پی ایچ ڈی

مرتبہ

حاجی معراج الدین مسعودی

ادارہ مسعودیہ، کراچی

تاجدارِ سرہند

(حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ)

تقدیم

حضرت علامہ پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد

تحریر

حاجی معراج الدین مسعودی

(صدر ادارۂ مسعودیہ، کراچی)

ادارۂ مسعودیہ، کراچی

۲/۶،۵۔ ای، ناظم آباد، کراچی (۱۴۲۳ھ/۲۰۰۲ء)

جملہ حقوق طباعت محفوظ ہیں

نام کتاب ــــــــــ تاجدار سرہند

تقدیم ــــــــــ حضرت علامہ پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد

تالیف ــــــــــ حاجی معراج الدین مسعودی

طابع وناشر ــــــــــ ادارۂ مسعودیہ کراچی

سن واشاعت ــــــــــ ۱۴۲۳ھ/۲۰۰۲ء

اشاعت ــــــــــ اول

ہدیہ ــــــــــ

ملنے کے پتے

۱۔ ادارۂ مسعودیہ ۶/۲، ۵۔ای، ناظم آباد، کراچی، سندھ، اسلامی جمہوریہ پاکستان

۲۔ الختار پبلی کیشنز، ۲۵، جاپان مینشن، ریگل صدر، کراچی، فون: 7725150

۳۔ فرید بک اسٹال، ۳۸، اردو بازار، لاہور۔

۴۔ ضیاء الاسلام پبلی کیشنز، شوگن مینشن، محمد بن قاسم روڈ، عیدگاہ، ایم اے جناح روڈ، کراچی

انتساب

احقر اس ادنیٰ سی کاوش کو دانائی و حکمت کے چراغ روشن کرنے والے، اندھیرے میں اجالا کرنے والے، بھٹکے ہوؤں کو سیدھی راہ پر لگانے والے، جینے کا حوصلہ دینے والے، دشمنوں کو سینے سے لگانے والے، ملت کی کایا پلٹنے والے، گنہگاروں کو نیکوں کار بنانے والے، ہم جیسے مردہ دلوں کو زندہ کرنے والے، علم و عرفاں، علم و عمل کے پیکر، زہد و تقویٰ، تبلیغ دین و اصلاح مسلمین، قرب الٰہی و ولایت، ان سارے فضائل و کمالات کا مینارۂ نور ''مجدد مائۃ حاضرہ'' مخدومنا المعظم مرشد گرامی عالی مرتب حضرت علامہ پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد مدظلہ العالی کی خدمت میں پیش کرتا ہے۔

۳۰ محرم الحرام ۱۴۲۳ھ
۱۴ اپریل ۲۰۰۲ء

احقر معراج الدین مسعودی
کراچی - سندھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حرفِ آغاز

اللہ تبارک وتعالیٰ نے کرم فرمایا کہ ہم جیسے کم ہمتوں اور کم فہموں کو ایسا مرشد اعلیٰ عنایت فرمایا، جنکی صحبت کیمیا اثر میں آنے کے بعد مردہ دل زندگی پاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے محبوبوں کے محبوب بن جاتے ہیں۔ ذرّ زمین سے آسمان کے چاند ستارے بن جاتے ہیں، جن کو کوئی نہیں جانتا تھا، ان کو سب جاننے لگتے ہیں۔ پہنچاننے لگتے ہیں اور محبت کرنے لگتے ہیں۔ احقر پر بھی مرشد گرامی پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد مدظلہ العالی کا فیض آج سے نہیں بلکہ یہ فیض بچپن سے جاری ہے۔

احقر کی عمر جب تقریباً ۸ یا ۹ سال کی تھی جب حضرت مرشد گرامی کے والد ماجد مفتی اعظم ہند حضرت الشاہ محمد مظہر اللہ علیہ الرحمہ ۱۹۶۱ء میں پاکستان تشریف لائے تو احقر کے والد جناب حاجی ضیاء الدین مظہری رحمۃ اللہ علیہ نے احقر کو اپنے مرشد گرامی حضرت شاہ مفتی مظہر اللہ علیہ الرحمہ کی خدمت اقدس میں پیش کیا۔ آپ نے احقر کے سر پر محبت سے اپنا دست مبارک پھیرا اور کچھ پڑھ کر احقر کے سینے پر پھونکا۔ الحمدللہ ثم الحمدللہ آپ کی دعاؤں اور توجہ سے احقر اپنی نوجوانی کے دور میں بھی ہر قسم کی بری صحبت اور بدعقیدہ لوگوں سے محفوظ رہا اور آئندہ بھی اللہ تبارک وتعالیٰ محفوظ فرمائے۔ آمین

اللہ تعالیٰ کے جو محبوب ہو جاتے ہیں ان کا فیض قیامت تک جاری رہتا ہے

ادارۂ مسعودیہ، کراچی سے ماہنامہ ''مجلّہ المظہر'' بھی اس دریا کی ایک نہر ہے حضرت مرشد گرامی نے برادرم مولانا ڈاکٹر اقبال احمد اختر القادری، برادرم حاجی محمد الیاس مسعودی اور برادرم ڈاکٹر عدنان خورشید مسعودی کی تحریک پر ''مجلّہ المظہر'' کی اشاعت کی اجازت مرحمت فرمائی اور فرمایا کہ اس مجلّہ میں نئے لکھنے والوں کی حوصلہ افزائی کی جائے، الحمدللہ ''مجلّہ المظہر'' میں بہت سے نئے لکھنے والوں کے مضامین چھپ رہے ہیں۔ احقر کو برادرم مولانا ڈاکٹر اقبال احمد اختر القادری صاحب نے بہت حوصلہ دیا۔ جس پر احقر نے ایک چھوٹا سا مضمون حضرت مرشد گرامی کی کتابوں سیرت مجدد الف ثانی۔ حضرت مجدد الف ثانی (علیہ الرحمہ) حالات، افکار و خدمات سن اشاعت ۱۹۹۵ء اور مجدد ھزارہ دوم سن اشاعت ۱۹۹۷ء سے اکتساب کیا۔ پھر وہ مضمون حضرت مرشد گرامی کے فیض نظر سے چھوٹی سی کتاب کی شکل اختیار کر گیا۔

احقر نے یہ چھوٹی سی کتاب پہلی مرتبہ مرتب کی ہے اس لئے اس کتاب میں بہت سی غلطیوں کا احتمال ہوسکتا ہے۔

قارئین کرام اور اہل علم حضرات سے التماس ہے کہ احقر کی جو غلطیاں بوقت مطالعہ ان کے علم میں آئیں تو تحریری طور پر احقر کو مطلع فرمائیں تاکہ شکریہ کے ساتھ ساتھ اگلے ایڈیشن میں ان کی تلافی کی جاسکے۔ اللہ پاک اس چھوٹی سی کاوش کو شرفِ قبولیت سے نوازے اور اپنے اس حقیر بندے کیلئے توشۂ آخرت بنائے۔ آمین

احقر معراج الدین مسعودی عفی عنہ

۲۱ صفر المظفر ۱۴۲۳ھ/ ۵ مئی ۲۰۰۲ء

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

تقدیم

پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد

❁❁❁

اللہ تعالیٰ جس سے پیار کرتا ہے اپنے محبوبوں کے ذکر وفکر میں لگا دیتا ہے، مبارک ہے وہ جو اللہ کے محبوبوں کے ذکر فکر و میں مصروف ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں جا بجا اپنی نعمتوں کا بیان کرنے اور اپنے احسانات کا ذکر کرنے کا حکم دیا ہے۔ اللہ کے محبوب سے بڑھ کر اور کیا نعمت ہوگی، اور کیا احسان ہوگا---محترم جناب حاجی معراج الدین صاحب نقشبندی مجددی زید مجدہ خوش قسمت ہیں کہ اللہ کے محبوب کے ذکر وفکر سے اپنی تحریر کا آغاز کررہے ہیں---حاجی معراج الدین صاحب ادارۂ مسعودیہ

کراچی کے صدر ہیں، جس کی مطبوعات مختلف زبانوں میں دنیا میں پھیل چکی ہیں اور برابر پھیل رہی ہیں۔

حاجی صاحب نے یہ مقالہ ایک ہی شب میں نماز عشاء کے بعد شروع کیا اور نماز فجر میں ختم کیا۔۔۔۔انہوں نے اپنی تحریر کا موضوع برصغیر کی اہم شخصیت ''شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ'' کو بنایا حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دسویں صدی ہجری میں ایک عظیم انقلاب برپا کیا جس کے نتیجے میں بادشاہوں کا مزاج بدلا اور حکومتوں کا انداز بدلا، عملاً تحریک کا آغاز اکبر بادشاہ کے زمانے میں ہوا، جہانگیر بادشاہ کے زمانے میں آپ کا وصال ہوا۔ جس تحریک کا آپ نے آغاز کیا تھا وہ چلتی رہی حتیٰ کہ اورنگ زیب عالمگیر کے زمانے میں وہ اپنے نقطہ عروج پر پہنچی۔

برصغیر پاک و ہند کی ہزار سالہ تاریخ میں کوئی ایسا مرد مجاہد نظر نہیں آتا جو بادشاہوں اور حکومتوں پر اس شدت سے اثر انداز ہوا ہو۔

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ دور جدید میں اتحاد ملت اسلامیہ کا ایک مرکز ہیں۔ آپ کی تعلیمات میں بڑا ٹھہراؤ ہے۔ بڑی گہرائی ہے۔ اگر ہم ان کی تعلیمات کو دل سے اپنالیں تو بکھرے ہوئے متحد ہو سکتے ہیں' اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑ سکتے ہیں۔۔۔۔لیکن اس کے لئے ہمیں قربانی دینی

ہوگی---- اگر ہم ان کی تعلیمات سے آگے نکل گئے ہیں تو پیچھے آنا ہوگا
---- اور اگر ہم پیچھے چلے گئے ہیں تو آگے بڑھنا ہوگا---- امام احمد رضا
محدث بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کی تعلیمات کو آگے بڑھایا خصوصاً
معاشرے میں رائج ہونے والی بری عادتوں کی سرکوبی کی---- زمانہ گزرنے
کے ساتھ ساتھ ہماری عادتیں اور ہماری رسومات ہمارے سچے رہنماؤں کی
تعلیمات کے دائرے سے باہر نکل گئی ہیں----ہمیں اپنی اصلاح کی طرف
توجہ دینی ہوگی اور ان کا سچا نمونہ اپنانا ہوگا۔ ہم قول پر یقین رکھتے ہیں اور عمل
سے دور ہوتے چلے جاتے ہیں----ہمیں اپنے قول پر سچائی سے عمل کرنا ہوگا
اور اس سیدھے راستے پر چلنا ہوگا جس پر چلنے کیلئے اللہ نے ہم سے دعا کرائی
ہے۔ آخر میں فقیر محترم حاجی معراج الدین مجددی کو مبارک باد دیتا ہے کہ
انہوں نے کامیاب کوشش کی اور ایک اچھے نام سے اپنے کام کا آغاز کیا۔
اللہ تعالیٰ ان کو اس مخلصانہ کاوش کا اجر عطا فرمائے۔ (آمین)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تاجدارِ سرھند

(حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ)

☆☆☆

مغل بادشاہ اکبر کا دین الٰہی ہندوستان کی تاریخ اسلام میں ایک بدنما داغ ہے۔ اکبر کے دین الٰہی کے خطرناک نتائج سے عالم اسلام کو بچانے میں حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ نے نمایاں کردار ادا کیا۔

آپ ۹۷۱ھ/۱۵۶۴ء کو ہندوستان کی ریاست پٹیالہ (مشرقی پنجاب) میں سرہند کے مقام پر پیدا ہوئے۔ قرآن پاک حفظ کرنے کے بعد اپنے والد بزرگوار شیخ عبدالاحد سے علوم معقولہ ومنقولہ کی تحصیل کی اور بیشتر تعلیم انہی سے حاصل کی، بعض علماء عصر سے بھی استفادہ کیا، کتب حدیث کی سند

حضرت شیخ یعقوب کشمیری سے حاصل کی۔ اس زمانے میں ایک بہت بڑے عالم حضرت قاضی بہلول بدخشانی تھے۔ ان سے درس لیا اور سند حاصل کی۔ غرضیکہ ہر علم وفن کو اس کے مشہور اور مستند اساتذہ سے حاصل کیا۔

تحصیل علم سے فراغت کے بعد حضرت مجدد اکبرآباد تشریف لے گئے اور درس وتدریس کا سلسلہ شروع کیا۔ آپ کے حلقہ درس میں فضلائے عصر بھی شریک ہوتے تھے۔ حضرت مجدد علیہ الرحمہ کو جب اکبرآباد میں ایک عرصہ گزر گیا تو آپ کے والد ماجد آپ کو لینے اکبرآباد تشریف لے گئے۔ سرہند جاتے ہوئے واپسی پر جب ''تھانیسر'' پہنچے تو وہاں کے رئیس شیخ سلطان نے جو اکبر کے خاص مقربین میں تھے۔ اپنی صاحبزادی کے ساتھ حضرت مجدد علیہ الرحمہ کا عقد کرنا چاہا۔ آپ نے قبول فرمایا اور نکاح ہوگیا۔ اس کے بعد آپ والد ماجد کے ہمراہ سرہند تشریف لے آئے۔

حضرت مجدد علیہ الرحمہ نے ابتداء میں اپنے والد شیخ عبدالاحد ہی سے روحانی فیض حاصل کیا۔ آپ نے چشتیہ سلسلے کا خرقہ خلافت عطا کیا۔ شیخ کمال کتھلی علیہ الرحمہ نے حضرت مجدد علیہ الرحمہ کو ایام طفولیت میں توجہ خاص سے نوازا تھا اور نسبت قادریہ بخشی تھی بعد میں خرقہ خلافت اور اجازت بھی عطا فرمایا۔

حضرت مجدد علیہ الرحمہ کو سلسلہ نقشبندیہ میں خرقہ خلافت خواجہ محمد باقی باللہ علیہ الرحمہ نے عطا فرمایا تھا۔ ان تینوں نسبتوں کا آپ اس طرح ذکر

فرماتے ہیں:

''مجھے حضرت محمد رسول اللہ ﷺ سے بہت واسطوں سے نسبت حاصل ہے۔ طریقہ نقشبندیہ پر ۲۱ واسطوں سے طریقہ قادریہ میں ۲۵ واسطوں سے اور طریقہ چشتیہ میں ۲۷ واسطوں سے''

تینوں سلسلوں میں حضرت مجدد علیہ الرحمہ کو سلسلہ نقشبندیہ سے خاص لگاؤ تھا اس لئے اس نسبت کے متعلق کچھ عرض کیا جاتا ہے۔

۱۰۰۸ھ میں آپ نفلی حج کے ارادے سے روانہ ہوئے جب دہلی پہنچے تو آپ کے محبّ خاص مولانا حسن کشمیری نے خواجہ محمد باقی باللہ علیہ الرحمہ سے ملاقات کرنے کو کہا۔ چنانچہ انہیں کی تحریک سے آپ خواجہ موصوف کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ خواجہ باقی باللہ علیہ الرحمہ نے آپ پر بڑی شفقت فرمائی اور فرمایا۔ گوکہ آپ ایک مبارک سفر کا ارادہ رکھتے ہیں لیکن چند روز کیلئے ممکن ہو تو فقراء کے ساتھ رہیں۔ زیادہ دن نہیں بس یہی ایک ماہ یا ایک ہفتہ، اس میں کیا حرج ہے۔؟

حضرت مجدد علیہ الرحمہ خواجہ محمد باقی باللہ علیہ الرحمہ کی خدمت میں دو تین ماہ رہے اور اس قلیل مدت میں وہ کچھ پالیا جو بہت سے طالبوں کو برسوں میں بھی نہیں ملتا۔ حضرت مجدد علیہ الرحمہ کو پہلے ہی اس کا اندازہ ہو گیا تھا۔ چنانچہ آپ نے اپنے خلیفہ خواجہ ہاشم کشمی سے فرمایا:

''جس روز سے فقیر نے اپنے حضرت خواجہ قدس سرہ کی خدمت

عالی میں تعلیم وطریقت حاصل کرنی شروع کی اسی وقت یقین
ہوگیا تھا کہ عنقریب اللہ سبحانہ وتعالیٰ محض اپنے کرم سے مجھ کو اس
راستے کی معراج تک پہنچائے گا۔ ہر چند کہ اپنی احوال و اعمال
پر نظر جاتی تو اس یقین کی نفی کرتا مگر چین نہیں آتا اور اکثر زبان
پر یہ شعر آتا جس کا ترجمہ یہ ہے: ''اے محبوب میرے دل پر جو
تیرا نور چمکا ہے یقیناً اس کی چمک میں تجھ کو پالوں گا''

خواجہ محمد باقی باللہ علیہ الرحمہ اپنے ایک مکتوب میں حضرت مجدد علیہ الرحمہ کی باطنی استعداد و صلاحیت کا اس طرح ذکر فرماتے ہیں:

ترجمہ:

''شیخ احمد سرہند کے رہنے والے ہیں۔ بڑے عالم اور عامل ہیں
فقیر نے چند روز ان کے ساتھ نشست و برخاست کی ہے اور
بہت سی عجیب باتیں مشاہدہ کیں معلوم ایسا ہوتا ہے کہ وہ آگے
چل کر ایک ایسا چراغ بنیں گے جس سے دنیا روشن ہوگی۔
الحمدللہ ان کے احوال کامل کو دیکھ کر مجھے اس بات کا یقین ہوگیا
ہے۔ شیخ مذکور کے بھائی اور رشتہ دار بھی ہیں اور سب کے سب
نیک اور صالح ہیں اور طبقہ علماء میں سے ہیں۔ ان میں سے چند
سے اس دعا گو نے بھی ملاقات کی ہے۔ جواہر عالیہ ہیں اور
عجیب صلاحیتیں رکھتے ہیں۔ شیخ مذکور کے صاحبزادگان جو ہنوز

بچے ہیں، اسرار الٰہی ہیں۔ ایک ایسا شجر طیبہ ہیں جس کو اللہ نے بڑھایا اور خوب بڑھا''

خواجہ محمد باقی باللہ علیہ الرحمہ نے فیضیاب کرنے کے بعد آپ کو بیعت کرنے سے پہلے کے کچھ واقعات سنائے ہیں جن سے حضرت مجدد علیہ الرحمہ کی روحانی عظمت پر روشنی پڑتی ہے، خواجہ باقی باللہ علیہ الرحمہ نے فرمایا:

''جب فقیر کے شیخ طریقت نے فقیر کو ہندوستان جانے کا حکم دیا تو اپنے کو اس سفر کے شایان شان نہ پاکر فقیر نے تواضعاً پس و پیش کیا۔ موصوف نے استخارہ کے لئے فرمایا، استخارہ کیا تو خواب میں دیکھا کہ ایک شاخ پر طوطا بیٹھا ہوا ہے دل میں خیال آیا کہ اگر یہ طوطا شاخ سے اُڑکر ہاتھ پر آبیٹھے تو اس سفر میں کچھ سہولت ہو جائے۔ معاً وہ طوطا اُڑکر فقیر کے ہاتھ پر آبیٹھا۔ فقیر نے اپنا لعاب دہن اس کے منہ میں ڈالا اور اس نے فقیر کے منہ میں شکر ڈالی۔ دوسرے روز خواجہ امکنگی سے عرض کیا تو آپ نے فرمایا!

طوطا ہندوستانی جانور ہے۔ ہندوستان میں تمہارے دامن سے ایک ایسا عزیز وابستہ ہوگا۔ جس سے عالم منور ہوگا اور تم بھی اس سے مستفیض ہوگے۔ چنانچہ خواجہ محمد باقی باللہ علیہ الرحمہ کابل سے روانہ ہو کر لاہور پہنچے پھر وہاں سے دہلی روانہ ہوئے راستہ میں سرہند سے گزر ہوا۔ اس شہر میں جو واقعہ پیش آیا وہ خواجہ موصوف نے حضرت مجدد علیہ الرحمہ سے اس طرح بیان فرمایا:

جب فقیر تمہارے شہر سرہند میں پہنچا تو عالم واقعہ میں دکھایا گیا کہ تو ''قطب''

کے جوار میں اترا ہے۔ اس "قطب" کے حلیہ سے بھی آگاہ کیا گیا۔ چنانچہ دوسرے روز اس شہر کے درویشوں اور گوشہ نشینوں کی تلاش میں نکلا مگر کسی کو بھی اس حلیئے کے مطابق نہ پایا اور کسی میں آثار قطبیت مشاہدہ نہیں کئے۔ ناچار یہی سمجھا کے شاید اہل شہر میں آئندہ کوئی اس قابل ہو گا۔

جونہی فقیر نے تم کو دیکھا تمہارا حلیہ اس حلیہ کے عین موافق پایا اور اس قابلیت کے آثار بھی تم میں مشاہدہ کیے۔ غرض حضرت خواجہ محمد باقی باللہ علیہ الرحمہ نے حضرت مجدد علیہ الرحمہ کو فیض و برکات سے مالا مال کر کے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کا خرقہ اور اجازت مرحمت فرمائی اور سرہند رخصت فرمایا۔

وصال سے دس برس قبل ۱۰۲۴ھ میں حضرت مجدد نے فرمایا تھا کہ یہ دکھایا گیا ہے اور یہ الہام کیا گیا ہے کہ قضائے مبرم یہ ہے کہ ہماری زندگی ۶۳ رسال ہے۔ پھر ۱۰۳۲ھ میں جب آپ کا قیام لشکر شاہی کے ساتھ اجمیر شریف میں تھا ایک دن فرمایا ہمارے انتقال کے آثار ظاہر ہو رہے ہیں اور صاحبزادگان گرامی قدر خواجہ محمد سعید اور خواجہ محمد معصوم علیہم الرحمہ کو سرہند تحریر فرمایا

آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ تم کو دنیا کا اجازت نامہ دینے کے بجائے آخرت کا اجازت نامہ دیا گیا۔ اس مکتوب کے پہنچتے ہی دونوں صاحبزادے خدمت بابرکت میں اجمیر شریف حاضر ہوئے۔ حضرت مجدد علیہ الرحمہ نے چند روز ان کو خلوت میں رکھا پھر فرمایا! اب اس دنیا پر نہ میری نظر

رہی اور نہ اس دنیا سے کسی قسم کا تعلق رہا، بس اب اس دنیا میں چلنا چاہیے اور جانے کے آثار بھی نظر آ رہے ہیں۔

۱۰۳۳ھ میں حضرت مجدد، جہانگیر (۱۰۳۷ھ/۱۶۲۷ء) سے اجازت لے کر سرہند تشریف لے آئے اور یہاں آ کر خلوت گزیں ہو گئے، خلوت خاص میں صرف مخدوم زادگان، خواجہ محمد ہاشم کشمی اور دو تین خادموں کو باریابی ہوتی تھی۔ خواجہ بدرالدین سرہندی جو حضرت مجدد کے خلفاء میں ہیں اور ایک زمانے تک آپ کی صحبت میں رہے ہیں۔ خواجہ موصوف فرماتے ہیں کہ ماہ شعبان ۱۰۳۳ھ کی پندرھویں شب کو حضرت مجدد آدھی رات کے وقت مکان کے اندر تشریف لائے اہلیہ محترمہ مصلے پر تشریف فرما تھیں۔ انہوں نے فرمایا:

''آج کی رات کہ موت کے اوقات اور امیدوں کے فیصلے کی رات ہے نہ معلوم اللہ تعالیٰ نے کس کا نام ورق ہستی سے مٹا دیا اور کس کا باقی رکھا'' حضرت مجدد نے یہ سنکر فرمایا: ''تم یہ بات شک اور تردد سے کہہ رہی ہو۔ اس شخص کا کیا حال ہوگا کہ جو اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہے کہ اس کا نام اس جہاں کے صحیفہ زندگی سے مٹا دیا گیا ہے''

وسط ذی الحجہ ۱۰۳۳ھ میں عارضہ شدت اختیار کر گیا۔ ۱۲ رمحرم الحرام ۱۰۳۴ھ کو فرمایا! ''مجھے بتایا گیا ہے کہ چالیس پچاس دن کے اندر اندر تو اس جہان سے رخصت ہو جائے گا''۔ چالیس روز گزرنے کے بعد ۲۲ رصفر المظفر

۱۰۳۴ھ کو فرمایا! ''چالیس روز تو گزر گئے ہیں۔ دیکھو سات آٹھ روز میں کیا پیش آتا ہے''۔

۲۳ رصفر المظفر جمعرات کے دن فقراء میں کپڑے تقسیم کیے۔ تنفس کی شکایت کے ساتھ ساتھ بخار بھی ہوگیا ۲۸ رصفر کی رات کو تہجد کے وقت بیدار ہوئے۔ بخار کی حالت میں کھڑے ہوکر نماز تہجد ادا کی اور فرمایا:

''یہ ہماری آخری تہجد ہے''

اتباع سنت نبوی ﷺ کا کیا عظیم الشان جذبہ تھا۔ آخری وقت صاحبزادگان کو وصیت فرمائی:

''سنت را بدنداں خواہند گرفت''

پھر اپنی قبر کے لئے وصیت فرمائی:

''میری قبر کسی گمنام جگہ بنادیں۔ صاحبزادگان کو کچھ تامل ہوا تو فرمایا اگر یہ نہ کرو تو پھر شہر کے باہر والد بزرگوار کے نزدیک دفن کردینا یا شہر کے باہر باغ میں میری قبر بنادینا اور میری قبر کو کچا رکھنا تاکہ تھوڑے عرصہ کے بعد اس کا نام ونشان نہ رہے''

۲۸ رصفر المظفر دوشنبہ کے دن جس دن آپ کا وصال ہوا رات کو خادموں کو بلاکر فرمایا۔ بہت تکلیف اٹھائی بس آج کی رات اور باقی ہے ۲۹ ر صفر المظفر ۱۰۳۴ھ آپ کی حالت زیادہ نازک ہوگئی تو خواجہ محمد سعید علیہ الرحمہ نے عرض کیا ''مزاج اقدس کیسے ہیں'' جواباً ارشاد فرمایا ''بہت اچھے ہیں دو دو

رکعت نماز جو ہم نے پڑھی ہے بس وہی کافی ہے'' اس کے بعد آپ نے کلام نہیں فرمایا اور ذکر ذات شروع کردیا اور تھوڑی دیر کے بعد جانِ عزیز جانِ جاناں کے سپرد کری۔

انا للہ وانا الیہ راجعون

☆☆☆

ویسے تو ہر صدی کے آغاز پر دنیا میں مجددین تشریف لاتے رہے لیکن حضرت امام ربانی علیہ الرحمہ جیسی جامعیت اور ہمہ گیری دوسروں میں نظر نہیں آتی۔ وہ علماء وفضلاء، اولیاء وصلحا اور مبلغین ومصلحین میں افضل واعلیٰ نظر آتے ہیں۔ اس لئے آپ کے سرِ اقدس پر تجدید الف ثانی کا تاج رکھا گیا۔ ہر دور کے علماء کرام کا مجدد کے تعین میں اختلاف پایا جاتا ہے مگر حضرت امام ربانی کے مجدد الف ثانی ہونے پر علماء ومشائخ سب متفق نظر آتے ہیں۔ اگر سب کے اقوال کو جمع کیا جائے تو ایک طویل مقالہ اور ضخیم کتاب تیار ہو جائے۔ تاہم بعض اقوال پیش کئے جاتے ہیں جس سے ہر طبقۂ علماء کی نظر میں امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کے مقام کا پتہ چلتا ہے۔

خواجہ محمد ہاشم:

جب اللہ تعالیٰ کو کسی کا نام روشن کرنا ہوتا ہے تو روشنی کے سامان بھی مہیا فرما دیتا ہے۔ خواجہ محمد ہاشم کشمی فرماتے ہیں کہ میرے دل میں یہ بات آئی کہ اے کاش اکابر علماء وقت میں سے کوئی حضرت مجدد کی مجددیت کی تائید

فرمادے اور مجدد الف ثانی تسلیم کرے۔ دل میں یہی بات لیئے ہوئے ایک روز حضرت مجدد کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے اس فقیر کو مخاطب کر کے فرمایا۔۔۔''مولانا عبدالحکیم سیالکوٹی نے مجھے ایک خط تحریر کیا تھا''۔۔۔۔ پھر مسکرا کر فرمایا۔۔۔''جو آداب والقاب لکھے تھے ان میں ایک یہ بھی تھا''مجدد الف ثانی''۔۔۔۔فاضل جلیل مولانا عبدالحکیم سیالکوٹی علیہ الرحمہ نے سب سے پہلے حضرت مجدد قدس سرہ کو''مجدد الف ثانی'' کے خطاب سے یاد کیا ہے۔ ایک فاضل اجل کا یہ لقب دینا اور ایک مجدد عصر کا یہ لقب قبول کرنا اور مشائخ وعلماء کا اس کی مسلسل تائید کرنا ایک ایسی واضح اور روشن حقیقت تھی کہ اس کی صدائے بازگشت عالم اسلام میں سنی گئی۔ سب اعاظم واکابر ملت نے آپ کو مجدد الف ثانی تسلیم کیا اور ہر عہد میں اسی خطاب سے یاد کیا ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی:

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت مجدد قدس سرہ کے رسالہ رد روافض کی شرح میں حضرت مجدد کے القاب عالیہ مبسوط طور پر بیان کیۓ ہیں اور امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ پر جو آپ کے احسانات ہیں ان کی تفصیل لکھنے کے بعد لکھتے ہیں:

> ''حضرت مجدد سے وہی شخص محبت رکھے گا جو مومن تقویٰ شعار ہوگا اور ان سے وہی بغض رکھے گا جو بد بخت فاجر اور شقاوت شعار ہوگا''

حضرت شاہ ولی اللہ علیہ الرحمہ ایک اور مقام پر فرماتے ہیں کہ:

> ''آج جو مساجد میں آذانیں دی جارہی ہیں اور مدارس سے قال اللہ تعالیٰ وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دل نواز صدائیں آرہی ہیں اور خانقاہوں میں جو ذکر وفکر ہو رہا ہے اور قلب وروح کی گہرائیوں سے جو اللہ کی یاد کی جاتی ہے یا لا الہ الا اللہ کی ضربیں لگائی جاتی ہیں۔ ان سب کی گردنوں پر حضرت مجدد علیہ الرحمہ کا بار منت ہے۔ اگر حضرت مجدد علیہ الرحمہ اس الحاد وارتداد کے اکبری دور میں اس کے خلاف جہاد نہ فرماتے اور وہ عظیم تجدیدی کارنامہ انجام نہ دیتے تو نہ مساجد میں آذانیں ہوتیں اور نہ مدارس دینیہ میں قرآن، حدیث، فقہ اور باقی علوم دینیہ کا درس ہوتا اور نہ خانقاہوں میں سالکین وذاکرین اللہ، اللہ کے روح افزاء ذکر سے ذمزمہ سنج ہوتے''

المختصر حضرت مجدد قدس سرہ العزیز کیا آئے، اسلام کے خزاں رسیدہ چمن میں بہار آ گئی اور اصول دین کے وہ پھول جو مرجھا گئے تھے۔ پھر شگفتہ و شاداب ہو گئے۔ جن کی مہک سے فضائے عالم معطر ہو گئی۔

حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی:

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ اپنے برادر طریقت خواجہ حسام الدین علیہ الرحمہ کے نام ایک مکتوب میں حضرت مجدد سے اس طرح

حضرت شاہ ولی اللہ علیہ الرحمہ ایک اور مقام پر فرماتے ہیں کہ:

''آج جو مساجد میں آذانیں دی جارہی ہیں اور مدارس سے قال اللہ تعالیٰ وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دل نواز صدائیں آرہی ہیں اور خانقاہوں میں جو ذکر وفکر ہو رہا ہے اور قلب وروح کی گہرائیوں سے جو اللہ کی یاد کی جاتی ہے یا لا الہ الا اللہ کی ضربیں لگائی جاتی ہیں۔ ان سب کی گردنوں پر حضرت مجدد علیہ الرحمہ کا بار منت ہے۔ اگر حضرت مجدد علیہ الرحمہ اس الحاد وارتداد کے اکبری دور میں اس کے خلاف جہاد نہ فرماتے اور وہ عظیم تجدیدی کارنامہ انجام نہ دیتے تو نہ مساجد میں آذانیں ہوتیں اور نہ مدارس دینیہ میں قرآن، حدیث، فقہ اور باقی علوم دینیہ کا درس ہوتا اور نہ خانقاہوں میں سالکین وذاکرین اللہ، اللہ کے روح افزاء ذکر سے ذمزمہ سنج ہوتے''

المختصر حضرت مجدد قدس سرہ العزیز کیا آئے، اسلام کے خزاں رسیدہ چمن میں بہار آ گئی اور اصول دین کے وہ پھول جو مرجھا گئے تھے۔ پھر شگفتہ و شاداب ہو گئے۔ جن کی مہک سے فضائے عالم معطر ہو گئی۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی:

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ اپنے برادر طریقت خواجہ حسام الدین علیہ الرحمہ کے نام ایک مکتوب میں حضرت مجدد سے اس طرح

اظہار محبت فرماتے ہیں ''ان دنوں میاں شیخ احمد سلمہ اللہ تعالیٰ سے فقیر کی صلح و صفائی حد سے زیادہ ہو چکی ہے اور پردہ بشریت و جبلیت درمیان میں نہیں رہا۔ انصاف و عقل اور رعایت طریقہ قطع نظر اس قسم کے عزیزاں اور بزرگوں کو برا نہ سمجھنا چاہیے، باطن میں ذوق و وجدان اور غلبے سے وہ بات آتی ہے کہ زبان اس کے بیان سے قاصر ہے۔ میں جانتا ہوں کہ میرا حال کیا ہے اور کس طرح ہے''۔

شاہ غلام علی:

حضرت شاہ غلام علی علیہ الرحمہ (م-۱۲۴۰ھ) تحریر فرماتے ہیں۔
''چاروں عالی شان سلسلہائے طریقت سے اخذ و کسب فیوض کے علاوہ اللہ کی درگاہ سے مواہب جلیلہ اور عطایائے نبیلہ سے سرفراز ہوئے ہیں۔ ان کے کمالات اور حالات سمجھنے میں عقل متحیر و عاجز ہے''

حضرت خواجہ باقی باللہ:

حضرت خواجہ باقی باللہ علیہ الرحمہ فرمایا کرتے تھے کہ:

> ''آسمان دنیا کے نیچے ان جیسا کوئی نہیں، اور امت مسلمہ میں ان جیسے چند ہی لوگ گزرے ہیں آپ کی معلومات اور مکشوفات صحیح ہیں''

قاضی ثناء اللہ پانی پتی:

حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی علیہ الرحمہ، حضرت کی نہ صرف

مجددیت بلکہ الف ثانی کی مجددیت پر اس طرح اظہار خیال فرماتے ہیں:

''جب پہلا ہزارہ گزر گیا اور ایک اولعزم مرد کامل کی باری آئی تو اللہ تعالیٰ نے اپنی عادت قدیمہ کے تحت دوسرے ہزارے کے لئے ایک مجدد پیدا فرمایا کہ تمام اولیاء میں ان جیسا اولعزم مجدد کوئی نہ ہوگا۔ اس کو نبیوں، رسولوں اور رسول کریم ﷺ کی طینیت سے پیدا فرمایا۔ وہ مقامات اور کمالات عطا فرمائے گئے جو کسی نے نہ دیکھے تھے اور آخر زمانے میں اس کے طفیل یہ کمالات عام اور ظاہر کئے گئے''

نواب صدیق حسن خاں:

نواب صدیق حسن خاں مشرباً اہل حدیث تھے لیکن بعد میں تائب ہو کر نقشبندی مجددی ہو گئے تھے۔ وہ حضرت مجدد علیہ الرحمہ کے فضائل و مناقب بیان کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

''شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی عالم و عارف اور کامل و مکمل تھے۔ طریقہ نقشبندیہ میں اپنے عہد کے امام اور خواجہ باقی باللہ علیہ الرحمہ کے خلیفہ تھے۔ آپ کا سلسلہ ہندوستان سے ماوراالنہر، شام، روم اور مغرب بعید تک پھیلا ہوا ہے۔ آپ کے مکتوبات شریف جو تین جلدوں پر مشتمل ہیں وہ اس حقیقت پر دلیل واضح ہیں کہ آپ علوم شریعت میں کمال تبحر کے مالک اور

سلوک و معرفت کے انتہائی مقام پر فائز تھے۔ آپ کی قدر و منزلت معلوم کرنے کے لئے یہی جاننا کافی ہے کہ حضرت شاہ ولی اللہ اور مرزا مظہر جان جاناں جیسی بلند ہستیاں آپ ہی کے طریقے سے منسلک تھیں۔ آپ کا طریقہ کتاب وسنت کی اتباع پر مبنی ہے۔ ظاہر و باطن ہر طرح سے کتاب وسنت کے مخالف کسی چیز کو قبول نہیں کرتے آپ کے مکتوبات منازل معرفت کو طے کرنے کے لئے بنیادی حیثیت رکھتے ہیں''

ایک اور جگہ حضرت مجدد علیہ الرحمہ کی اس طرح تعریف کرتے ہیں:

''حضرت مجدد الف ثانی کے کشف کی بلندی کا اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ سارے کشف سر چشمہ صحو سے سرزد ہوئے ہیں، کوئی کشف بھی مخالف شرع نہیں۔ البتہ بعض کشف ایسے ہیں جن کے بابت شریعت خاموش ہے اولیاء میں آپ کا وہ مقام ہے جو نبیوں میں کسی اوالعزم نبی کا''

شاعرِ مشرق ڈاکٹر محمد اقبال:

ڈاکٹر محمد اقبال کو تصوف سے گہرا لگاؤ تھا اور اس کو عین اسلام سمجھتے تھے۔ چنانچہ اپنے ایک مضمون میں اس کے متعلق اظہار خیال کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ اپنے مکتوبات میں کئی جگہ

ارشاد فرماتے ہیں کہ تصوف شعائر حقہ اسلامیہ میں خلوص پیدا کرنے کا نام ہے۔ اگر تصوف کی یہ تعریف کی جائے تو کسی مسلمان کو اس پر اعتراض کرنے کی جرأت نہیں ہو سکتی راقم الحروف اس تصوف کو جس کا نصب العین شعائر اسلام میں مخلصانہ استقامت پیدا کرنا ہو عین اسلام جانتا ہے اور اس پر اعتراض کرنے کو بدبختی سمجھتا ہے''

وہ اولیاء اللہ کی صحبت کو دولت کائنات سے بہتر خیال کرتے تھے اور ان کی کفش برداری کو باعث افتخار سمجھتے تھے۔ ۱۹۰۸ء میں وطن عزیز واپس آنے کے بعد انہوں نے حضرت مجدد کے مکتوبات شریف کا مطالعہ کیا۔ اس زمانے میں ڈاکٹر اقبال نے جو خطوط لکھے ہیں ان سے حضرت مجدد کے اثرات کا اندازہ ہوتا ہے۔ ڈاکٹر اقبال سلسلہ قادریہ میں بیعت تھے۔ لیکن ان کو سلسلہ نقشبندیہ بالخصوص خواجہ بہاؤ الدین نقشبند اور حضرت مجدد علیہ الرحمہ سے خاص عقیدت و محبت تھی۔ اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ جب ان کے صاحبزادے جاوید اقبال تولد ہوئے (۱۵ر اکتوبر ۱۹۲۴ء) تو انہوں نے منت مانی کہ جب وہ بڑے ہو جائیں گے تو حضرت مجدد کے مزار مبارک پر ان کو پیش کریں گے۔ چنانچہ ایسا ہی کیا اور ۱۹۳۴ء میں جاوید اقبال کو ساتھ لے کر سرہند شریف حاضر ہوئے۔ ڈاکٹر اقبال کو ہندوستان کے اولیاء کرام میں سے حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی علیہ الرحمہ سے بے انتہا عقیدت تھی ۱۹۳۴ء کے

جون میں انہیں بیٹھے بٹھائے خیال آیا کہ سرہند شریف کی زیارت کرنی چاہیے چنانچہ انتہادرجے کے آرام طلب ہونے کے باوجود وہ شدید گرمی کے موسم میں سرہند گئے اور وہاں سے واپس آ کر یہ نظم لکھی۔

حاضر ہوا میں شیخ مجدد کی لحد پر
وہ خاک کہ ہے زیر فلک مطلع انور

اس خاک کے ذروں سے ہیں شرمندہ ستارے
اس خاک میں پوشیدہ ہے وہ صاحب اسرار

گردن نہ جھکی جسکی جہانگیر کے آگے
جس کے نفس گرم سے ہے گرمی احرار

وہ ہند میں سرمایہ ملت کا نگہبان
اللہ نے بروقت کیا جس کو خبردار

حسین حلیمی ایشیق:

ترکی کے ایک سابق انجینئر اور سرگرم مبلغ اسلام حسین حلیمی ایشیق نے اپنی انگریزی تالیف میں مجددین کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مجدد الف ثانی کو خراج عقیدت پیش کیا ہے انہوں نے لکھا ہے:

''ان مصلحین کی پہلی جماعت کو ''مجدد'' کہا جاتا ہے احادیث میں ان کی آمد آمد کا ذکر آیا ہے۔

امام احمد رضا بریلوی:

امام احمد رضا خاں بریلوی علیہ الرحمہ (م ۱۳۴۰ھ/۱۹۲۱ء) ندوۃ العلماء کے ناظم مولانا محمد علی مونگیری کے نام اپنے ایک مکتوب (محررہ ۵ رمضان المبارک ۱۳۱۳ھ) میں لکھتے ہیں:

"بالفعل آپ جیسے صوفی صافی منش کو حضرت شیخ مجدد الف ثانی رحمہ اللہ کا ایک ارشاد یاد دلاتا ہوں اور اس سے عین ہدایت کے امتثال کی امید رکھتا ہوں"

حضرت ممدوح اپنے مکتوب شریفہ میں ارشاد فرماتے ہیں:

"فساد مبتدع زیادہ تر از فساد صد کافر است"

مولانا خدارا انصاف! آپ یا زید اور ارکین مصلحت دین و مذہب کو زیادہ جانتے ہیں یا حضرت مجدد؟ مجھے ہرگز آپ کی خوبیوں سے امید نہیں کہ اس ارشاد ہدایت بنیاد کو معاذ اللہ لغو و باطل جانئے اور جب وہ حق ہے اور بیشک حق ہے تو کیوں نہ مانئے"

قطب مدینہ مفتی ضیاء الدین مدنی:

مدینہ منورہ کے شیخ وقت حضرت مفتی ضیاء الدین قادری مدنی علیہ الرحمہ (م ۱۴۰۱ھ/۱۹۸۱ء) نے بقول شیخ محمد عارف مدنی دونوں دست مبارک سر پر رکھ کر فرمایا کہ:

"حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ تو ہمارے سر کے تاج ہیں، ہمارے سر کے تاج ہیں"

مفتی ضیاء الدین مدنی علیہ الرحمہ علامہ عبدالحکیم سیالکوٹی علیہ الرحمہ کی اولاد امجاد سے ہیں۔ جنہوں نے سب سے پہلے حضرت شیخ احمد سرہندی علیہ الرحمہ کو مجدد الف ثانی فرمایا۔

اس میں شک نہیں کہ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کی شخصیت بڑی ہمہ گیر ہے اور اس کے اثرات بھی عالمگیر ہیں جوں جوں تحقیق کا میدان وسیع ہو رہا ہے۔ نئے نئے حقائق سامنے آ رہے ہیں اور آپ کی عظمت و شوکت کا نقش پختہ تر ہو رہا ہے۔ بیشک آپ ''الف ثانی'' کے مجدد ہیں۔ آپ کا فیض اپنی صدی سے گزر کر دوسری صدیوں میں داخل ہو رہا ہے۔ تقریباً ۴۰۰ برس گزر چکے ہیں اور اس عرصے میں ہر صدی کے مجددین پیدا ہوئے مگر پاک و ہند اور پوری دنیا کے افق پر مجددی آفتاب اب تک پوری آب و تاب کے ساتھ چمک رہا ہے اقبال نے غلط نہیں کہا ؎

وہ ہند میں سرمایۂ ملت کا نگہباں

بیشک آپ ناموس رسالت، ناموس شریعت اور ناموس ملت کے محافظ و نگہبان تھے۔ مولیٰ تعالیٰ آپ کے فیوض و برکات سے ہم کو مستفیض فرمائے۔ آمین

۳۰ محرم الحرام ۱۴۲۳ھ
۱۴ اپریل ۲۰۰۲ء

احقر معراج الدین مسعودی
کراچی۔ سندھ